بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

...۱۹۷۲ء

الفرقان

کے

"مذاہب عالم پر نظر"

اگست ۱۹۷۲ء

سالانہ اشتراک

... دس روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک ...
بیرونی ممالک بحری ڈاک ...
فی پرچہ پاکستان ... ایک روپیہ

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

الوفود العربية في الجامع الاحمدی بلندن

۱۹۳۹ء میں مسئلۂ فلسطین کے حل کے سلسلہ میں مسجد لندن میں ایک اجتماع منعقد ہؤا تھا ۔ جس میں عربی وفود کے اراکین بھی شامل تھے ۔ شاہ فیصل اور دیگر ارکان بھی نظر آرہے ہیں ۔ امام مسجد لندن حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب سبز عمامہ پہنے ہوئے ہیں ۔ ان کے دائیں طرف مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم ۔ اے کھڑے ہیں ۔

(ملاحظہ فرمائیں مضمون صفحہ ۲۴)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جلد ۲۴ شمارہ ۸	ماہنامہ **الفرقان** ربوہ اگست ۷۴ ۱۹ء	رجب ۱۳۹۴ ہجری قمری ظہور ۱۳۵۳ ہجری شمسی

تعلیمی اور تبلیغی مجلہ

الفرقان ربوہ

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

مجلس تحریر

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ربوہ

خان بشیر احمد صاحب رفیق ۔ لندن

مولوی دوست محمد صاحب شاہد ربوہ

مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ربوہ

سالانہ اشتراک

پاکستان ۔۔ ۔۔ ۔۔ دس روپے

بیرونی ممالک ۔ بحری ڈاک ۱¼ پونڈ

" " ہوائی ڈاک ۲½ پونڈ

قیمت فی پرچہ پاکستان : ایک روپیہ

ضروری اطلاع

ماہ اگست کا نیوز پرنٹ پرمٹ ابھی تک موصول نہیں ہوا اسلئے مجبوراً رسالہ بتیس صفحات پر شائع ہو رہا ہے۔

(مینجر)

ترتیب

• بنی اسرائیل کی داستانِ مظلومیت حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں	ایڈیٹر	ص۲
• سوشل بائیکاٹ سراسر غیر اسلامی طریق ہے	ایڈیٹر	ص۶
• شذرات	"	ص۹
• حصہ منظومات :۔		[illegible]
۔ محمد ہست برہانِ محمد	سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام	ص۱۲
۔ میں کیسے کہوں یہ حدیثِ غم	جناب عبد المنان صاحب ناہید	ص۱۳
۔ یا رب حبیبِ پاکؐ کی امت پہ رحم کر	جناب چودھری شبیر احمد صاحب	ص۱۴
۔ جامِ نو	جناب چودھری عبد السلام صاحب اختر	ص۱۵
۔ تقاضے	جناب نسیم سیفی صاحب	ص۱۶
• پاکستان کے موجودہ حالات اور اسلامی سپین کے آخری دور میں موازنہ	(ماخوذ اقتباسات)	ص۱۷
• قطعات		ص۲۳
• مسئلہ فلسطین اور جماعت احمدیہ شاہ فیصل احمدیہ مسجد لندن میں۔	عربی مضمون کا خلاصہ	ص۲۴
• دو قابلِ توجہ اقتباسات	ماخوذ	ص۲۶
• بلادِ عربیہ کے لئے سفر کے دن کی یادیں	ابو العطاء	ص۲۸
• مکتبہ الفرقان کی کتابیں		ص۳۰
• اشتہارات		ص۳۱

اداریہ

بنی اسرائیل کی داستانِ مظلومیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعونِ مصر کے دربار میں

مظلوم بنی اسرائیل کی نجات اور ظالم فرعونیوں کی تباہی و بربادی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اس ظلم و ستم کو بیان فرمایا ہے جو فرعون اور اس کی قوم مظلوم بنی اسرائیل پر کرتے تھے۔ سورہ اعراف، سورہ طٰہٰ، سورہ المؤمن، سورہ الشعراء، سورہ القصص اور سورہ البقرہ میں خاص طور پر تفصیل سے یہ بیان آیا ہے۔

جب یہ مظالم اپنی انتہاء کو پہنچ گئے اور فرعونیوں نے بنی اسرائیل کی نسل کشی پر کمر باندھ لی اور ان کی تذلیل کو آخری حد تک پہنچا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسرائیل کے ایک گھرانے میں حضرت موسیٰؑ کو پیدا فرمایا۔ ان کی خاص حفاظت فرمائی۔ ایسا انتظام فرمایا کہ خود فرعون کے گھر میں ان کی ابتدائی پرورش ہوئی۔ انہیں اپنی آنکھوں سے بنی اسرائیل کی مظلومیت دیکھنے کے بعد ہجرت کرنی پڑی اور سالہا سال مدین کے ایک بزرگ کی صحبت میں گزار کر روحانی ترقیات حاصل کیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو معجزات سے نوازا اور انہیں بنی اسرائیل کی مخلصی کے لئے فرعون اور اس کی قوم کی طرف جانے کا ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے دیکھا کہ بنی اسرائیل کچلے جا رہے ہیں، ان کی نسل برباد کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیلیوں کی آہ و زاری کو سنا اور حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھ ان کے بھائی حضرت ہارونؑ کو فرعون کی طرف بھجوایا۔ فرمایا:۔

اِذْهَبَا اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ (طٰہٰ ع)

کہ فرعون بہت سرکش ہوگیا ہے تم دونوں اس کے پاس جاکر نرمی سے اُسے سمجھاؤ تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے اور اس کے دل میں خشیت پیدا ہو جائے۔

حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ فرعون کی تعدی و سرکشی سے خائف تھے اللہ تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:۔

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا
رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ
جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝ (طٰہٰ ع۲)

کہ تم خوف نہ کرو میں سُننے اور دیکھنے والا خدا تمہارے ساتھ ہوں۔ تم دونوں فرعون کے پاس جا کر اسے یہ کہو کہ اب بنی اسرائیل کو عذاب دینے کے سلسلہ کو بند کر دو اور انہیں ہمارے ساتھ روانہ کر دو۔ ہم تیرے رب کی طرف سے ایک نشان لیکر آئے ہیں۔ اور جو آسمانی ہدایت کی پیروی کرے گا وہی سلامت رہے گا۔

قرآن مجید نے متعدد آیات میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے فرعون کے دربار میں جانے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ فرعون، ہامان، قارون اور ان کے درباری حضرت موسیٰؑ کے پیغام کو سُن کر اور ان کے معجزہ کو دیکھ کر لاجواب ہو گئے، ان کے دل بھی مان گئے مگر وہ حق کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو جھوٹا، کذاب اور جادوگر قرار دیا اور بنی اسرائیل پر مزید مظالم ڈھانے کا منصوبہ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ　　(المؤمن ع۳)

کہ جب موسیٰؑ ہماری طرف سے حق لیکر آئے تو فرعون اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اب یہ صورت اختیار کی جائے کہ موسیٰؑ پر ایمان لانے والوں کے بیٹوں کو قتل کرتے جاؤ اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو۔

اس ظالمانہ سکیم کو زیادہ شدت سے زیر عمل لانے کے ساتھ ساتھ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے براہ راست مقابلہ کی بھی ٹھانی۔ اس نے اپنی پارلیمنٹ کے ممبروں کو حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے خلاف سخت مسموم کیا۔ اس نے سیاسی لوگوں کو یوں اشتعال دلایا کہ یہ دونوں اپنے جادو کے زور سے تمہیں جلاوطن کرنا چاہتے ہیں اور تمہارا ملک چھین لینا چاہتے ہیں۔ مذہبی لوگوں کو بھڑکانے کے لئے فرعون نے کہا کہ موسیٰؑ و ہارونؑ تمہارے مذہب کو برباد کرنا چاہتے ہیں يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ (طٰہٰ ع۳)

حضرت موسیٰؑ سے براہ راست مقابلہ کرنے کے لئے فرعون نے اپنے ملک کے جادوگروں کو جمع کیا اور انہیں کہا کہ تم اگر موسیٰؑ کو شکست دیدو تو تمہاری چاندی ہے، تمہاری ہمارے ہاں بڑی قدر و منزلت ہو گی۔ ایک عام میدان میں کھلے طور پر مقابلہ ہوا۔ ہر حصہ ملک سے لوگ جمع تھے۔ جادوگروں نے پہلے اپنے کرتب پیش کئے۔ جادوگر اور فرعونی خوش

تھے کہ ہم آج غالب آئیں گے لیکن جونہی عصائے موسیٰ کا ظہور ہوا جادوگروں کی ساری کارستانی کرکری ہو کر رہ گئی۔ چونکہ ان میں فطری سعادت موجود تھی وہ فوراً سمجھ گئے کہ موسیٰؑ جادوگر نہیں ہے وہ خدا کا برگزیدہ فرستادہ ہے وہ فوراً ایمان لے آئے اور حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کے یگانہ خدا کے آستانہ پر گر گئے۔ فرعون اس ماجرا کو دیکھ کر بہت برافروختہ ہوا۔ اس نے مومن "جادوگروں" کو ڈرانا دھمکانا شروع کیا اور کہا کہ میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دونگا، تمہیں صلیب پر لٹکا دونگا۔ جادوگر اب مومن بن چکے تھے انہوں نے سب کے سامنے فرعون کو برملا جواب دیا:۔

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۚ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ (طٰہٰ ع)

انہوں نے کہا کہ اے فرعون! ہمیں اپنے پیدا کنندہ کی قسم ہے کہ ہم ان بیّنات کے مقابلہ پر آپ کی بات کو ترجیح نہیں دے سکتے جو ہمارے سامنے آگئی ہیں۔ تو جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے بے شک کر گزر۔ تو اس ورلی زندگی کی حد تک ہی فیصلہ کر سکتا ہے ہم تو اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں بخش دے اور جادو کی ان بے ایمانیوں کو بھی معاف فرمائے جو تُو نے جبراً ہم سے کرائی ہیں۔ اللہ ہی باقی رہنے والا اور ہر خیر کا منبع ہے۔

اس غیر متوقع جواب پر فرعون غصے سے لال پیلا ہو گیا اور اس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھی مومنوں پر انتہائی ظلم شروع کر دیا حتیٰ کہ مومن حضرت موسیٰؑ سے کہہ اُٹھے:۔

اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ (اعراف ع)

کہ جس طرح ہمیں آپ کے آنے سے پہلے دُکھ دیا جاتا تھا اسی طرح اب پھر ایذا دہی کا سلسلہ جاری ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اہلِ ایمان کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے اطمینان دلایا کہ یہ حالات جلد بدل جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں عزت، اقبال اور آرام کی زندگی عطا فرمائے گا۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ فرعونیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف عذاب بھی آئے اور انہوں نے متعدد آسمانی نشان بھی دیکھے لیکن عذاب کے وقت وہ توبہ کا اقرار کرتے تھے مگر بعد ازاں پھر اپنی شرارتوں کے طریق کو جاری رکھتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ (زخرف ع) کہ فرعونیوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے جادوگر! ہمارے لئے اپنے رب سے اس عہد کی بنا پر جو اس نے تجھ سے کیا ہے دعا کر ہم ہدایت پانے والے ہیں۔ فرمایا کہ جب ہم ان سے عذاب کو دُور کر دیتے ہیں تو وہ پھر اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرعونیوں پر عقلی دلائل سے بھی اتمام حجت ہوئی۔ فرعون کی پارلیمنٹ میں بھی حضرت موسیٰؑ نے

اتمام حجت فرمائی اور پھر ایک عرصہ تک آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے فرعون اور اسکی قوم پر اللہ تعالیٰ نے حجت تمام فرمائی ۔ لیکن فرعونی اپنے تکبر اور غرور کے باعث حضرت موسیٰؑ اور ان کی غریب جماعت کو خاطر میں نہ لاتے تھے ۔ انہوں نے عقلی دلائل سے بھی منہ پھیر لیا اور آسمانی نشانوں کو بھی جھٹلا دیا ۔

جب فرعونیوں پر ہر پہلو سے اتمام حجت ہو چکی اور جب مظلوم بنی اسرائیل کا ملک مصر میں رہنا فرعونیوں کے مظالم کے باعث ناممکن ہو گیا تو قرآن مجید کے بیان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی نازل کی کہ مومنوں کو ساتھ لیکر اس ملک سے **ہجرت** کر جاؤ اور ارض **مقدسہ** کی طرف جانے کے لئے اس زمین سے نکل کھڑے ہو ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (الشعراء ع) کہ ہم نے موسیٰؑ کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ آپ اتوں رات میرے بندوں کو لیکر ہجرت کر جائیں اور یاد رکھیں کہ آپ لوگوں کا پیچھا کیا جائے گا ۔

فرعون کو جب یہ پتہ لگا کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے جا رہے ہیں تو اس نے سارے ملک میں اعلان کرا دیا :-

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۙ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۙ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ؕ (الشعراء ع)

کہ دیکھو یہ چھوٹی سی اقلیت (بنی اسرائیل) ہمیں غصہ دلا کر ملک سے باہر بھاگ رہی ہے اور ہم اتنی بڑی اکثریت ہو کر بھی ان سے چوکس رہنے پر مجبور ہیں اور خطرہ محسوس کرتے ہیں ـــــ اس شاہی اعلان کا یہ اثر ہوا کہ فرعون اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کو گرفتار کرنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑ پڑا ۔ ظاہر ہے کہ اس فرعونی مہم کے سامنے بنی اسرائیل ٹھہر نہ سکتے تھے جب انہوں نے اپنے پیچھے اتنا بڑا لشکر دیکھا تو وہ گھبرا گئے اور انہوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا : اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (الشعراء ع) کہ اے موسیٰؑ ہم تو پکڑے گئے ۔ آگے سمندر ہے اور پیچھے فرعونی ہیں اب ہم کس طرح بچ سکتے ہیں ۔ حضرت موسیٰؑ نے انہیں تسلی دی کہ ایسا ہرگز نہ ہوگا میرے خدا نے مجھ سے جو وعدے کر رکھے ہیں وہ انہیں ضرور پورا کریگا ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور اسکے ساتھیوں کے لئے پانیوں کو پھاڑ کر راستہ بنا دیا اور فرعونیوں کو اسرائیلیوں کی آنکھوں کے سامنے اسی جگہ غرق کر دیا (بقرہ ع و طٰہٰ ع)

یہ اس معرکہ حق و باطل کا انجام ہے کہ فرعون اور اسکے ساتھی اپنی ساری قدرت، عظمت اور جلال کے باوجود غرق کر دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت نمائی کے لئے اپنے ایک فرستادہ کے ذریعہ سے اُس وقت کی انتہائی کمزور اور بے بس مظلوم قوم کو نجات بخشی ۔ قرآن پاک نے اس واقعہ کو بار بار اور مختلف پیرایوں میں بیان فرمایا ہے تا لوگ عبرت حاصل کریں اور ظلم کے بُرے انجام کو ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۙ (القصص ع) کہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ہم ہمیشہ ہی زمین میں کمزور سمجھے جانے والوں پر احسان کرتے ہیں انہیں دین میں امام اور زمین کے وارث بناتے ہیں تا لوگ جان لیں کہ اس کائنات کا مالک ایک زندہ اور قادر خدا ہے ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؎

سوشل بائیکاٹ سراسر غیر اسلامی اقدام ہے

اسلام کی مذہبی رواداری

اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے۔ اسلام کسی قسم کے فتنہ و فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ۔ اسلام کی رواداری بے مثال ہے۔ جہاں تک عقیدہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا ہے وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (الکہف ع ۴) کہ حق و صداقت تو قرآنی تعلیم ہی ہے ماننے یا نہ ماننے کا تمہیں اختیار ہے۔ پھر فرمایا لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ (البقرہ ع ۳۴) کہ چونکہ حق و باطل اور ہدایت و گمراہی میں از روئے دلائل نمایاں امتیاز قائم ہو گیا ہے اسلئے مذہب کے معاملہ میں کسی قسم کے جبر و اکراہ کی نہ ضرورت ہے اور نہ یہ طریق جائز ہے۔

جہاں تک بنی نوع انسان بلکہ کل جانداروں کا سوال ہے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہر ایک سے شفقت اور ہمدردی کا سلوک کیا جائے۔ انسانی گروہوں میں جو مذہبی اختلافات ہیں ان کے فیصلہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن مقرر فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَفْصِلُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (الحج ع ۲) اس دنیا میں کسی انسان کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ دوسروں کو ان کے کسی عقیدہ پر کوئی مادی سزا دے یہ کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے کیونکہ وہی دلوں کا واقف ہے اور وہی ہر شخص کے ماحول اور اس کے راز دل کو جانتا ہے۔

شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم

اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ کھانے پینے اور ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کے لحاظ سے مومن و کافر بلکہ انسان اور حیوان میں بھی کوئی فرق نہ کیا جائے۔ زندہ رہنے کا ہر ایک کو حق ہے اور اس حق کے دینے میں کسی بخل نہ کیا جائے البتہ مجرموں اور دوسروں کو اذیت پہنچانے والوں کی سزاؤں کا علیحدہ ضابطہ ہے۔ اسلامی تعلیمات کا یہ سنہری باب ہے کہ سب مخلوق اللہ رب العالمین کا کنبہ ہے جو شخص اللہ کے عیال کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے وہی خدا کو زیادہ پیارا ہے۔ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ (مشکوٰۃ) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی اعلان فرمایا ہے کہ ایک بدکار عورت محض اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پانے کی مستحق قرار پائی کہ اس نے تکلیف اٹھا کر ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ غرض اسلام تو کامل رواداری، انسانوں میں باہمی شفقت و محبت اور حیوانوں پر رحم کرنے کی تعلیم دینے والا مذہب ہے۔

قادیانیوں سے سوشل بائیکاٹ کا اعلان

آج اسلام کی تعلیم سے دُور چلے جانے کے باعث مسلمان کہلانے والے ظالمانہ طور پر احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ اخبار المنبر لائل پور بار بار شائع کر رہا ہے کہ :-

"۱۔ کوئی مسلمان کسی مرزائی کو اپنی دکان سے سودا سلف نہ دے۔
۲۔ کوئی مسلمان کسی مرزائی کی دکان سے اشیاء نہ خریدے۔
۳۔ کوئی دکاندار اپنی دکان پر مرزائیوں کی مصنوعات، کپڑا، کھانے پینے کی اشیاء فروخت کرنے کے لئے نہ رکھے۔
۴۔ استعمال اور کھانے پینے کی اشیاء کوئی مسلمان کسی مرزائی کی تیار کردہ کسی بھی فرم کی استعمال نہ کرے۔
۵۔ کوئی مسلمان مریض کسی مرزائی حکیم یا ڈاکٹر سے مرتے دم تک علاج نہ کروائے اور نہ ہی کوئی مسلمان ڈاکٹر، حکیم کسی مرزائی کا علاج کرے۔
۶۔ کوئی مسلمان کسی مرزائی کی بس، رکشہ، ٹیکسی پر سفر نہ کرے اور اس طرح نہ ہی کسی مرزائی کو مسلمانوں کی کسی بس، رکشہ، ٹیکسی اور گاڑی پر سفر کرنے کی اجازت دی جائے۔
۷۔ کوئی مسلمان دکاندار یا ادارہ اپنے ہاں کسی مرزائی کو ملازم نہ رکھے۔
۸۔ کوئی مسلمان کسی مرزائی کی دکان یا کسی مرزائی ادارہ میں ملازمت نہ کرے۔
۹۔ کوئی مسلمان طالب علم کسی مرزائی استاد، پروفیسر، لیکچرار سے نہ پڑھے اور اسی طرح نہ ہی کوئی مسلمان استاد، پروفیسر، لیکچرار کسی مرزائی طالبعلم کو پڑھائے۔
۱۰۔ کوئی مسلمان پریس کسی مرزائی کا کسی قسم کا بھی کوئی لٹریچر شائع نہ کرے۔
۱۱۔ کوئی ہاکر اور ایجنٹ کسی مرزائی کو اخبار، رسالہ نہ دے۔
۱۲۔ کوئی مسلمان اخبار کسی مرزائی ادارہ کا اشتہار شائع نہ کرے۔
۱۳۔ کوئی مسلمان ملازم سرکاری و غیر سرکاری کسی مرزائی کے ماتحت کام نہ کرے اور نہ ہی کسی مرزائی کو اپنے ماتحت کام میں رکھے۔
۱۴۔ کسی مسلمان ہوٹل سے کسی مرزائی کو کھانے پینے کی اجازت نہ دی جائے۔
۱۵۔ کوئی مسلمان اپنا مکان یا دوکان کسی مرزائی کو کرایہ پر نہ دے اور نہ کسی مرزائی کی دوکان یا مکان کو کرایہ پر لے۔
۱۶۔ کوئی مسلمان کسی مرزائی وکیل سے اپنے مقدمے کی پیروی نہ کرائے اور کسی قسم کے مشورے میں شریک نہ کرے۔
۱۷۔ کسی مرزائی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے۔
۱۸۔ کوئی مسلمان اپنے شادی یا غمی کے موقعہ پر کسی مرزائی کو شریک نہ کرے۔
۱۹۔ کوئی مسلمان کسی مرزائی سے کسی قسم کی گفتگو نہ کرے نہ اپنے پاس بٹھائے نہ اس کے پاس بیٹھے۔

۲۰۔ ہر مسلمان اپنے اپنے علاقہ کے مرزائیوں کی تفصیلی فہرست اور رپورٹ مرتب کرے، ان کے عزائم کارگزاریوں کو ہر لمحہ نگاہ میں رکھا جائے۔

۲۱۔ مرزائیوں کو تبلیغ سے روکا جائے۔"

(المنبر ۲ ارجولائی ۱۹۷۴ء)

غزوۂ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین صحابی

اس سنگدلانہ رویہ کی تائید میں صرف یہ دلیل دی جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک سے عمداً پیچھے رہ جانے والے تین صحابہؓ سے باذن الٰہی چند روز کے لئے بات چیت منع فرمادی تھی۔ حالانکہ غور طلب بات یہ ہے کہ اول تو وہاں **اختلاف عقیدہ** کا کوئی سوال نہ تھا ایک **انتظامی** بات اور حکم کی عدم تعمیل کا معاملہ تھا۔ **دوسرے** اس جگہ بھی کھانے پینے کی اشیاء کی کوئی ممانعت نہ کی گئی تھی صرف بول چال سے بطور تعزیر روکا گیا تھا۔ انہیں کھانے پینے اور زندگی کی تمام سہولتیں حاصل تھیں۔ **تیسرے** یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ وہ فیصلہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور چند روز کے لئے تھا۔ اس جگہ نہ فیصلہ کرنے والے مولوی لوگ صاحب اختیار ہیں نہ یہ فیصلہ کسی دینی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ کل تک مدیر المنبر لائل پور مولوی عبدالرحیم اشرف ہمارے ساتھ اور ہمارے ہاں آکر کھاتے پیتے تھے اور ہم جب اُن کے پاس جاتے وہ ہمیں کھلاتے تھے کیا آج یکایک شریعت بدل گئی ہے؟ یا للعجب۔

ظاہر ہے کہ موجودہ سوشل بائیکاٹ محض ایک معاندانہ انتقامی جذبہ کا اظہار ہے۔ نہ اس کی بنیاد شریعت پر ہے اور نہ عقل و حکمت پر ہے۔ اسے غزوۂ تبوک سے عمداً پیچھے رہ جانے والے تین صحابہؓ کی عارضی تعزیری سزا پر جو صرف چالیس روز کے لئے تھی قیاس کرنا محض باطل ہے۔ پس سوشل بائیکاٹ سراسر غیر اسلامی اقدام اور واضح ظلم ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین ؎

حرفِ نصیحت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے:۔

"مذہب دل کا معاملہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فعل سے ثابت کریگا کہ کون مومن اور کون کافر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی جب اس قسم کے شور پڑتے تھے تو آپ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ یہاں کیوں شور مچاتے ہو امن آشتی سے اور صلح سے زندگی گزارو۔ جب ہم اس دنیا سے گزر جائیں گے اور خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو خود پتہ لگ جائے گا کہ کون مومن؟ اور کون کافر؟"

(الفضل ۲۳ر جون ۱۹۷۴ء)

شذرات

۱۔ شیعہ علماء کا بیان

روزنامہ امروز لاہور میں شیعہ علماء کا ایک بیان شائع ہوا اس کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں :-

"جہاں تک قادیانیوں کے خلاف موجودہ تحریک کا تعلق ہے جب تک یہ پُرامن طور پر چلائی جائے گی ہم اس کے ساتھ ہیں کیونکہ اسلام تشدد کی اجازت نہیں دیتا۔ نیز کوئی مسئلہ بھی تشدد اور لاقانونیت سے حل نہیں ہو سکتا۔ سوشل بائیکاٹ کے تحت کھانے پینے کی اشیاء بند کر دینا سُنّتِ نبویؐ کے قطعی خلاف ہے۔ چنانچہ ہم اس اقدام کی کبھی حمایت نہیں کریں گے۔ یہ خالصتاً مذہبی مسئلہ ہے اور جو شخص اسے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرے گا ہم اس کے ساتھ نہیں ہوں گے۔ ہمارا یقین ہے کہ عوامی حکومت اور وزیر اعظم بھٹو قومی اسمبلی کے ذریعہ اس مسئلہ کا مستقل حل تلاش کر لیں گے۔ ان رہنماؤں میں لاہور سے سید اسرار حسین شیرازی، سید محمد باقر نقوی، سید شہید حسین نقوی اور لائل پور سے طالب حسین جعفری بھی شامل ہیں۔"

(امروز یکم اگست ۱۹۷۴ء)

الفرقان :- سوال تو یہ ہے کہ جو لوگ سُنّتِ نبویؐ کے خلاف عمل پیرا ہیں اور اپنے اس رویہ پر اصرار کر رہے ہیں ان کا علاج کیا ہے؟

۲۔ یہ لوگ ختمِ نبوت کے مسئلے میں سنجیدہ اور مخلص نہیں!

روزنامہ مشرق لاہور لکھتا ہے :-

"مسٹر خورشید حسن میر نے کہا کہ جو لوگ ذاتی مفاد کی خاطر مذہب کا ناجائز استعمال کر کے فتوے صادر کیا کرتے تھے ہماری جماعت نے شروع میں انہیں شکست دیدی تھی لیکن اب چار سال بعد مذہب کا غلط استعمال کرنے والے وہی لوگ پھر باہر نکل آئے ہیں۔ تاہم نام نہاد فتوے بازی کرنے والے ان افراد کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے ہماری پارٹی کو جو کچھ کرنا چاہیئے تھا وہ نہیں کیا جا رہا ہے اور پارٹی اپنا اصل سوشلسٹ اور انقلابی کردار ادا نہیں کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملکی سیاست

ہیں آجکل دائیں بازو کا اثر و رسوخ بڑھتا جا رہا ہے۔ قادیانی مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے پیپلز پارٹی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل نے کہا کہ اس مرتبہ استحصال پسندوں اور ان کے حواریوں نے منصوبہ بنایا کہ مذہب کے نام پر اپنے مفادات حاصل کریں حقیقت میں یہ لوگ خود ہی ختم نبوت کے مسئلے پر سنجیدہ اور مخلص نہیں ورنہ جنرل اعظم خاں کے مارشل لاء کے دور میں راتوں رات زیر زمین نہ چلے جاتے اور میدان میں رہتے۔"

(مشرق ۱۲ر اگست ۷۴ء)

الفرقان:- یہ بیان برسر اقتدار پارٹی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل کا ہے۔ حکومت کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ ؎

زسعدی کشنو گر زمن نشنوی

۳۔ انڈونیشیا میں مذہبی اقدار کو فروغ دینے کی تین کوششیں

روزنامہ نوائے وقت لاہور میں "انڈونیشیا میں اسلام، عوام اور حکومت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ ایک اقتباس مطالعہ فرمائیے لکھا ہے:-

"بیسویں صدی عیسوی میں مذہبی اقدار کو فروغ دینے کی مزید کوششیں کی گئیں اور اس کے لئے تین ذرائع اختیار کر لئے گئے۔ اولاً مکہ میں جاوا کالونی بنائی گئی جہاں انڈونیشیا کے عازمین کئی کئی سال تک مقیم رہ کر مذہب کا مطالعہ کرتے تھے۔ ثانیاً قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی میں کم از کم دو سو انڈونیشی طالب علم تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ثالثاً ہندوستان کے بعض مکاتب فکر کے لوگوں نے بھی انڈونیشیا میں تبلیغ کا کام کیا ان میں قادیان کے لوگ بھی شامل تھے۔"

(نوائے وقت ۹ر مارچ ۷۴ء)

الفرقان:- انڈونیشیا میں اسلامی اقدار کے فروغ دینے میں جماعت احمدیہ نے نمایاں کام کیا ہے جس کا اشارہ اس اقتباس کے آخری الفاظ میں کیا گیا ہے۔

۴۔ بے خدا معاشرہ

وزیر اعلیٰ پنجاب جناب محمد حنیف رامے نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا کہ:-

"ہم ایک بے روح معاشرے میں جی رہے ہیں یہاں خدا کا نام تو بہت لیا جاتا ہے لیکن اسے زندہ محسوس نہیں کیا جاتا۔ اگر ہم خدا کو زندہ محسوس کرتے تو ہمارے چہروں پر نور ہوتا، پیشانیاں چمک رہی ہوتیں حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں (نعوذ باللہ) خدا

مرچکا ہے اور ہم اُسے دفنا چکے ہیں۔ ہم نے خود خدا کو یہ کہہ دیا ہے کہ تو پیچھے ہٹ جا اور ہمیں دُنیا کا مزہ چکھ لینے دے۔ ہمیں یہ کھیل کھیل لینے دے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آج ایک بے خدا معاشرے میں زندہ ہیں۔ ہم نے منافقت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے ورنہ یہ ممکن تھا کہ جو زمین ہم نے خدا کے نام پر لی تھی، جو ملک ہم نے خدا کے نام پر بنایا تھا اس میں بے خدائی کی کیفیت ہوتی؟ ہم نے کبھی نہ دیکھا کہ ہم کیا کرنے نکلے تھے اور کیا کر رہے ہیں۔ کیا ہم نے یہ ملک اسلئے بنایا تھا کہ رشوت کا بازار گرم کریں خدا کی آیات فروخت کریں اور جہالت کی سطح کو کبھی ختم نہ ہونے دیں؟"

(مساوات لاہور ۲۷ جولائی ۷۴ء)

الفرقان :- خدا تو بہر حال زندہ ہے، اسکی زندہ تجلیات بھی عیاں ہوتی رہتی ہیں مگر افسوس اُن کے لئے جو اس زندہ خدا کو محسوس نہیں کرتے اور اپنے حالات کی اصلاح نہیں کرتے۔

۵- سُنّی العقیدہ مسلمانوں کے علاوہ سب فرقے غیر مسلم اقلیت ہیں!

مرکزی مجلس عمل ختم نبوت کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری نے کہا ہے کہ :-

"اب ملک میں آئینی اور جمہوری حکومت قائم ہے جس نے آئین میں سنّی العقیدہ مسلمان کی پوری طرح وضاحت بھی کر دی ہے لہذا اس عقیدہ سے انحراف کرنے والوں کو قانوناً غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں مزید التواء کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔"

(امروز لاہور ۱۶ اگست ۷۴ء)

الفرقان۔ اس سے ظاہر ہے کہ "غیر مسلم اقلیت" کے نام پر اٹھایا گیا فتنہ سُنّیوں کے علاوہ سب فرقوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر رہے گا۔

۶- ورلڈ کونسل آف چرچز اور عیسائیت

مسیحی ماہنامہ کلام حق گوجرانوالہ راوی ہے کہ ورلڈ کونسل آف چرچز کے رہنماؤں نے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے رسالہ لکھتا ہے کہ :-

"اپسلا سویڈن میں کونسل کا چوتھا اجلاس ہوا جس میں ورلڈ کونسل آف چرچز کے مشہور و معروف واعظین نے خطبے پیش کئے۔ سب سے پہلے پیٹر کرے (Peter Krey) نے درس دیا کہ خدا قہار ہے جبار ہے.... یہ بعید از قیاس ہے کہ مسیح نے صلیب پر جان دیکر انسان کے گناہ کا کفارہ دیا۔ عقل اس کو تسلیم نہیں کرتی... جب ورلڈ کونسل آف چرچز کے لوگ مریم مقدسہ اور مسیح خداوند کی شخصیتوں پر گھناؤنے الزام لگاتے ہیں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں فرماتے ہیں کہ فلسطین میں کرائے کے جرمن سپاہیوں کو متعین کیا گیا اور بہت سی یہودی لڑکیاں ان جرمن سپاہیوں کی ہوس جنس کا شکار ہو گئیں جن میں مریم بھی تھی اور اس سے مسیح پیدا ہوا نعوذ باللہ" (کلام حق اگست ۷۴ء ص ۲۳) ۔ الفرقان :- اس حالت میں اتنا ہی کہا جا سکتا ہے ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے +

محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ!

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا فارسی منظوم کلام

عجب نوریست در جانِ محمدؐ　　عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

عجب دارم دلِ آں ناکساں را　　کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم　　کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

خدا زاں سینہ بیزار است صد بار　　کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس　　بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت　　بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش　　محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ　　دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم　　نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

بکارِ دیں نترسم از جہانے　　کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ

بسے سہل است از دنیا بریدن　　بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من　　کہ دیدم حسنِ پنہانِ محمدؐ

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

مَیں کسے کہوں یہ حدیثِ غم

محترم جناب عبد المنان صاحب ناہید

نہ کہیں بھی مجھ کو اماں ملی نہ عرب مرا نہ مرا عجم
تو پھر اے شہِ عرب و عجم! مَیں کسے کہوں یہ حدیثِ غم

مرے چار سُو رمِ باد ہُو، ہوئے شعلہ رُو مرے کاخ و کُو
ہے چمن تمام لہُو لہُو، مرے خوں کا رنگ ہے یم بہ یم

نہ قرارِ رونقِ انجمن، نہ وقارِ رشتۂ جان و تن
مَیں نثار تجھ پہ مرے وطن ترے غم سے ہے مری آنکھ نم

مَیں رہینِ جَور و جفا رہا ترے نام پر شہِ دوسرا!
یہ تُو ہی بتا مجھے تا کُجا مَیں رہوں گا منتظرِ کرم

مَیں فدائے رُوئے رسولؐ ہوں مَیں نثارِ بُوئے رسولؐ ہوں
مَیں گدائے کُوئے رسولؐ ہوں تو مَیں کیوں بنوں ہدفِ ستم

ہوئی خوں فشاں مری چشمِ نم ابھی خونچکاں ہے مرا قلم
مگر اے شہِ عرب و عجم! مَیں کسے کہوں یہ حدیثِ غم

یارب! حبیب پاکؐ کی اُمّت پہ رحم کر

(محترم جناب چودھری شبّیر احمّد صاحب واقفِ زندگی)

میدانِ فتنہ زار کیوں میرا وطن ہے آج
قلبِ سلیم موردِ رنج و محن ہے آج
دل جل رہا ہے اور جگر پاش پاش ہے
کیوں آگ کی لپیٹ میں سارا چمن ہے آج
اہلِ جفا ہیں شہر کی گلیوں میں بے لگام
اہلِ وفا کے واسطے دار و رسن ہے آج
بڑھتا تھا کل جو ہاتھ محبّت کے جوش میں
افسوس دشمنی سے وہی سنگ زن ہے آج
اُس ہموطن کا عالَم بے چارگی نہ پوچھ
اپنی ہی سرزمین میں جو بے وطن ہے آج
کل تک وفورِ شوق سے جو نور بار تھی
بغض و حسد سے آنکھ وہی شعلہ زن ہے آج
یارب حبیب پاکؐ کی اُمّت پہ رحم کر
افسوس کس کی راہ پہ وہ گامزن ہے آج
شبّیر ان کے واسطے محوِ دُعا ہیں ہم
"کاخر کنند دعویٔ حُبّ پیمبرم"

جامِ نَو

(از جناب چودھری عبد السّلام صاحب اختر ایم-اے)

پھر دل پہ کچھ غبار سے ہیں ماہ و سال کے
ساقی! عطا ہو کچھ نئے سانچے میں ڈھال کے

جب وہ ہیں چارہ گر میرے ماضی و حال کے
پھر وسوسے ہوں کیوں مجھے اپنے مآل کے

شامل کیا مسیح کے خُدّام میں مجھے
احسان ہیں یہ مجھ پہ میرے ذوالجلال کے

اے دوست! اب نئی کوئی منزل بتا کہ ہم
طے کر چکے ہیں مرحلے ہجر و وصال کے

پردہ اُٹھا تجلّیٔ نَو کا نگاہ سے
ایّام یہ نہیں ہیں فقط قیل و قال کے

دیکھا مجھے جو کل تو گُلِ نَو نے یہ کہا
"آتے ہیں اِک بزرگ پُرانے خیال کے"

"بیدرد! تجھ کو بات کا تب بھی یقیں نہ ہو
ہم رکھ دیں سامنے جو کلیجہ نکال کے"

اختر ہیں اہلِ حق کے مؤیّد کہیں کہیں
ایسے بھی دن نہ تھے کبھی قحط الرجال کے

تقاضے

(محترم جناب نسیم سیفی صاحب)

پھولوں کی تمنا ہے تو کانٹوں پہ نظر رکھ
راحت کا تقاضا ہے تو غم کی بھی خبر رکھ

بانٹی ہے گھٹاؤں نے مئے ناب سبھی کو
میرے بھی لئے کچھ تو مرے دیدۂ تر رکھ

ڈالوں نہ ستاروں پہ کمندیں تو کروں کیا
خود بھی تو کبھی تو مرے دامن میں گہر رکھ

دے کون مجھے داد مرے حُسنِ طلب کی
مَیں کس سے کہوں میری دُعاؤں میں اثر رکھ

مَیں وقت کے دھارے پہ بہا جاتا ہوں دن رات
اے گردشِ دوراں مری منزل پہ نظر رکھ

دیوار ہی دیوار کو گھر کہہ نہیں سکتے
یہ گھر ہے تو دیوار میں کچھ روزن و در رکھ

مظلوم کو الزام نہ دے جور و ستم کا
انصاف کی گردن پہ نہ یُوں تیغ و تبر رکھ

اخلاق کی اقدار کو جو روند رہے ہیں
دہلیز پہ ان کی نہ کبھی کاسۂ سر رکھ

اِس رہگذر میں نہ اِدھر اور نہ اُدھر دیکھ
رفتار کی میزان میں تُو ذوقِ سفر رکھ

بدلیں گی نسیمؔ آپ ہی راتوں کی فضائیں
تُو شام کی آغوش میں انوارِ سحر رکھ

پاکستان کے موجودہ حالات

اور

اسلامی سپین کے آخری دور میں موازنہ!

ہم درد بھرے دل کے ساتھ ذیل میں قارئین کرام کے سامنے دو اہم اور عبرتناک اقتباس پیش کرتے ہیں۔ **پہلا اقتباس** آج سے **اٹھائیس (۲۸) برس پیشتر** حضرت امام جماعت احمدیہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کا ایک بیان ہے جس کے آخر پر آپ نے فرمایا تھا کہ:-

"اگر اب بھی مسلمان اختلاف پر زور دینے کی بجائے اتحاد کے پہلوؤں پر جمع ہو جائیں تو اسلام کا مستقبل تاریک نہیں رہے گا ورنہ افق سماء پر مجھے سپین کا لفظ لکھا ہوا نظر آتا ہے"

دوسرا طویل اقتباس ہفت روزہ چٹان لاہور مورخہ ۲۰ر اگست ۱۹۷۴ء میں مکرم راجہ عبد الحمید خان صاحب کے شائع شدہ مضمون "اپنے حالات کا موازنہ اسلامی سپین کے آخری دور سے کیجئے" سے ماخوذ ہے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ہر دو اقتباسات کو پوری توجہ سے مطالعہ فرمائیں اور اصلاحِ احوال کے لئے صحیح سمت میں قدم اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ اُمّتِ محمدیہ پر رحم فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ آمین۔

(ابوالعطاء)

---

(۱)

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۴۲ء میں ایک تفصیلی رؤیا آئندہ آنے والے واقعات کے متعلق دیکھا۔ یہ رؤیا **الانذار** کے عنوان سے الفضل ۲۰ر اگست ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کے آخر میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا:-

"اس رؤیا نے ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اسلام کے لئے ایک نہایت ہی نازک دور آرہا ہے اور مسلمانوں کو دنیوی اور سیاسی معاملات میں اپنے آپ کو متحد کر لینا چاہئے اور ہر شخص کو دوسرے تمام امور کی نسبت اتحاد کو مقدم کر لینا چاہئے کیونکہ اسی میں مسلمانوں کی نجات ہے۔ یہ نہایت ہی مشکل بات ہے آسان بات نہیں۔ اس وقت مختلف مسلمان گروہوں کی

طبائع میں اس قدر اختلافات پیدا ہو چکا ہے کہ وہ اختلافی مسائل پر زور دینا زیادہ پسند کرتے ہیں بہ نسبت اتحاد کی کوشش کے بحیثیت مجموعی انہیں مسلمانوں کی بہبودی کی اتنی فکر نہیں جتنی ہر پارٹی کو اپنی پارٹی کی فکر ہے۔

میں اس خواب کے ظاہر کرتے ہوئے ہر احمدی کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے حلقۂ اثر میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائے کہ تمہاری پھوٹ تمہاری تباہی کا موجب ہو گی۔ اس وقت تمہیں اپنی ذاتوں اور اپنے خیالوں اور اپنی پارٹیوں کو بھول جانا چاہیے اور ہر ایک مسلمان کہلانے والے کو اسلام کی حفاظت کے لئے متحد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اختلافات کو نظر انداز کر دینا چاہیے۔ ہر ایک سے یہ مت خواہش کرو کہ وہ سو فیصدی تمہارے ساتھ مل جائے بلکہ اس سے یہ پوچھو کہ اس جدوجہد میں تم کتنی مدد دے سکتے ہو جتنی مدد وہ کرنے کے لئے تیار ہو اس کو خوشی سے قبول کر لو۔ اور اس وجہ سے کہ وہ سو فیصدی تمہارے ساتھ نہیں اس کو دھتکارو نہیں اور اسلام کی صفوں میں رخنہ پیدا مت کرو۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس آواز کو ٹھکرا دے اور رات اور دن اس کام میں ڈٹ جائے۔ حتیٰ کہ سیاسی پارٹیاں آپس میں اتحاد کرنے پر مجبور ہو جائیں میں یقین کرتا ہوں کہ اگر سیاسی مسلمان اختلاف پر زور دینے کی بجائے اتحاد کے پہلوؤں پر جمع ہو جائیں تو اسلام کا مستقبل تاریک نہیں رہے گا ورنہ افقِ سماء پر مجھے سپین کا لفظ لکھا ہوا نظر آتا ہے۔"

(الفضل ۲۸ / اگست ۱۹۴۶ء)

—(۲)—

"پچیس برس کے بعد آج جب ہم اپنے دامن میں جھانک کر دیکھتے ہیں تو دل بوجھل سا ہو جاتا ہے۔ آنکھیں پرنم اور ذہن ماؤف ہو جاتا ہے۔ شاید اسلئے کہ کہیں ہمیں مشرقی پاکستان پر بھارتی قبضہ اور وہاں محب وطن پاکستانیوں کے قتل و غارت کا غم ہے تو کہیں معاشی، اقتصادی، تجارتی اور صنعتی بحران جیسے طرح طرح کے مسائل و مشکلات کا بوجھ ہے۔ قدم قدم پر اس وقت مصائب ہیں، مشکلات ہیں اور دشواریاں ہیں۔ آج ہمیں وہ عزم بھی کچھ کمزور ہوتا نظر آ رہا ہے جو پچیس برس پیشتر ہم نئے جوش اور ولولے لے کر اُٹھے تھے کہ ہم نوزائیدہ پاکستان کو ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار کریں گے اور اس میں دنیا بھر کے لئے قابلِ تقلید اسلامی معاشرہ کی تشکیل کریں گے۔ آج ہمیں ملکی سیاست پر بھی پہلے کی طرح تکدر کی بدلیاں چھائی ہوئی نظر آتی ہیں۔ لوگ طبقوں اور گروہوں میں بٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہیں اسلام پر رکیک حملے ہو رہے ہیں، کہیں لسانی فتنے برپا ہو رہے ہیں اور علاقائی تعصبات پھیلائے جا رہے ہیں۔ اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والے اس ملک میں کہیں لادینی نظاموں کے

نعرے بھی سُنائی دیتے ہیں۔ الغرض عجیب افراتفری کا عالم ہے۔ لوگ تصویرِ حیرت بنے ہوئے ایک دوسرے کا مُنہ دیکھ رہے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔

پاکستان میں اس وقت درجنوں چھوٹی بڑی سیاسی جماعتیں موجود ہیں جن کے دعوے اور وعدے عام طور پر ایک جیسے ہیں مگر عمل صفر کے برابر ہے اور اگر ان میں کوئی قدر مشترک ہے تو وہ صرف حصولِ اقتدار کی ہوس کی ہے۔ ہر دوسرا پاکستانی اپنے آپ کو سیاست دان، رہنما، قائد اور مُصلح سمجھتا ہے۔ ہر شخص دوسرے پر تنقید کرنا اپنا حق سمجھتا ہے اور کیچڑ اچھالتا ہے۔ ہر پارٹی دوسری پارٹی پر بلاوجہ شدید نکتہ چینی کرتی ہے لیکن کبھی کسی نے اپنے گریبان میں جھانک کر یہ دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ اگر سب کے سب ہی لیڈر اور مصلح بن گئے تو وہ رہنمائی اور اصلاح کس کی کریں گے؟ صرف سیاست کا ہی یہ حال نہیں بلکہ دین کا بھی ایسا ہی حال کر دیا ہے۔ اگر اسلام میں تہتر یا جو ہتر فرقے پیدا کر دیئے گئے ہیں تو سیاست کا حال اس سے بھی بدتر ہے۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان کو بنے ہوئے پچیس سال گزر گئے لیکن قومی کردار کسی میں بھی پیدا نہ ہو سکا اُوپر سے نیچے تک سارے معاشرے کا یہ عالم ہے کہ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے اور قوم یا ملک کا نام کبھی کبھار فیشن یا منافقت کے طور پر لے لیا جاتا ہے۔ کہنے کو تو کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم ایک قوم ہیں لیکن جب قومی کردار ہی نہیں ہے تو قوم کے کیا معنی؟

پاکستان تو حاصل کر لیا گیا مگر قائداعظمؒ کی زندگی نے وفا نہ کی اور اُن کے بعد کسی نے پاکستانیوں کو پاکستانی بن کر رہنے کا ڈھنگ نہ سکھایا۔ اس جُرم کے ذمہ دار سیاست دان ہیں۔ اساتذہ اور سرکاری ملازم ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر والدین اور معاشرہ ہے کیونکہ جب گھر کے اندر ماحول ہی پاکستانی نہ ہو تو بچے کہاں پاکستانی ذہنیت کے مالک بن سکیں گے۔

اس میں شک نہیں کہ حالات بڑے نامساعد اور اضطراب انگیز بلکہ مایوس کُن ہیں لیکن ناامیدی کی کوئی بات نہیں۔ ہماری تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان مصائب و آلام سے کبھی نہیں گھبراتا بلکہ ہر مصیبت، ہر دشواری اور ہر پریشانی اُسے ایک نئے جوش و ولولے سے ہمکنار کر دیتی ہے۔ وہ لڑکھڑا کر سنبھلتا ہے اور یوں آگے بڑھتا ہے کہ گولیوں کی بوچھاڑیں بھی اُس کا راستہ نہیں روک سکتیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہم اسلام کا پرچم پامردی سے تھام لیں، سچے مسلمان بن جائیں اور قرآن پاک اور رسولِ مقبول صلعم کے ارشادات کو مشعلِ راہ بنائیں۔ سوشلزم اور کمیونزم کے سرابوں میں بھٹکنے کی بجائے شریعتِ محمدیؐ کے سبز پرچم کی چھاؤں میں پناہ تلاش کریں۔ پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان وغیرہ کی متعصبانہ تنگنایوں میں بہنے کی بجائے اسلامی اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کریں۔ اپنے کردار و عمل کو اسلام کے سانچے میں ڈھالیں۔ الغرض ہر اعتبار سے سچے مسلمان بن جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مصیبت و ابتلاء کا یہ تاریک دور ختم نہ ہو اور ہم

ایک مضبوط و مستحکم قوم کی حیثیت میں ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن نہ ہوں لیکن کھوکھلے نعروں سے کچھ حاصل نہ ہو سکے گا۔ ہم میں یہ احساس بدرجہ اتم موجود ہونا چاہیئے کہ پاکستان مسلمانانِ ہند کی اپنی تہذیب ثقافت، اپنی روایات اور اپنے دین کے مطابق زندگیاں بسر کرنے کی آرزوؤں کی تعبیر ہے اور یہ صرف اور صرف اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اسلام سے دوری کی سزا ہم بھگت چکے ہیں اور بھگت رہے ہیں۔ یہ ہمیں اپنی بداعمالیوں کی سزا مل رہی ہے۔ لہٰذا ہماری نجات کی صرف یہی صورت ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور سچے مسلمانوں کی طرح نہ صرف رہنے کا عہد کریں بلکہ اپنی زندگی کو اسلام کا عملی نمونہ بنائیں۔ اس کے بغیر نہ تو ہم باعزت طور پر زندہ رہ سکتے ہیں اور نہ ہی ایک منظم و مربوط قوم کی حیثیت میں ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ کفرانِ نعمت ایک ایسا جرم ہے جسے کسی بھی صورت میں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک مخلص، دیانتدار اور جری قائد دے کر ہمیں دنیا کی سب سے بڑی آزاد اسلامی مملکت کا مالک بنا دیا تھا مگر کفرانِ نعمت کرنے والوں نے قائد اعظم کی روح کو بھی اذیت پہنچائی اور ان کی بے مثال قربانیوں سے پاکستان حاصل ہوا تھا ان کی قربانیوں پر بھی پانی پھیر کر آدھا پاکستان ہاتھ سے دے دیا۔ یہ قدرت کی طرف سے تازیانۂ عبرت تھا۔ اب بھی وقت ہے کہ ٹھوکر کھانے کے بعد ہم سنبھل جائیں اور خدانخواستہ اگر ایسا نہ ہو سکا تو ہمیں ذلت و خواری سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکے گی۔

ہم سمجھ بیٹھے ہیں کہ پاکستان کا حصول ہی ہمارا مقصودِ کل تھا حالانکہ علامہ اقبال اور قائداعظم نے پاکستان کے جواز کے لئے یہ وجوہ بیان فرمائی تھیں کہ مسلمان اپنی سیاسی، ثقافتی اور دینی زندگی کو اپنے خاص اسلوب اور نہج پر مرتب کر سکیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ پاکستان کے مسلمان اپنی زندگی کو تنومند اور باوقار بنا لیں بلکہ ان کو یہ بھی توفیق ہو کہ وہ اپنی مثال سے تمام دنیائے اسلام میں ایک ایسی روح پیدا کر دیں جو کرۂ ارض کے لئے امن و آشتی اور فلاح و بہبود کی ضامن بن جائے۔ لیکن جب تک ہم تجدید ایمان صرف زبان سے ہی کرتے رہیں گے اور ہمارے دل تصدیق کا ثبوت عمل سے نہیں دیں گے ہم اسی طرح ذلیل و خوار ہوں گے۔ صرف احساسِ زیاں سے زیاں کی تلافی نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے عملی طور پر بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اتفاق و یکجہتی کا محض ذکر کرتے پھرنے سے منتشر شیرازے مرتب نہیں ہوتے بلکہ اس کے لئے ملت کے مطالبات کو اپنے مفاد پر مقدم تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں ہمیں وہ سب کرنا پڑے گا جو ہمارے اسلاف نے کیا اور اس کا ہمیں عملی ثبوت بھی مہیا کرنا پڑے گا۔ جو قومیں زندہ ہوتی ہیں یا جو قومیں زندہ رہنا چاہتی ہیں وہ کسی وقتی ابتلاء کے بعد فوراً

سنبھل جاتی ہیں تاکہ اُن کی تاریخ کے ایک باب میں اُن کی کسی شکست، ناکامی، نااہلی اور غلط اندیشی کا ذکر آ گیا ہے تو اُن کی تاریخ کا اگلا باب اس سے بالکل مختلف ہو۔ وہ قومیں فضول تقریروں، بحثوں، الزام تراشیوں ذاتی حملوں، دھمکیوں اور بے معنی نعروں کو حقیقی عمل اور بلند کردار میں بدل دیتی ہیں تاکہ شکست، ہزیمت، ناکامی، محرومی، ندامت اور بے غیرتی کی تاریخ اپنے آپ کو ہرگز ہرگز نہ دُہرا سکے۔ اب ہمیں خود فیصلہ کرنا ہوگا کہ کونسا راستہ اور منزل ہمارے لئے بہتر اور سودمند ہوگی۔

معنی اور مقصد کے لحاظ سے اقبال اور قائداعظم کا پاکستان اپنی بنیاد یعنی اسلام کے تصوّر کا حامل ہے اور یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ پاکستان کی تقدیر اسلام کی تاریخ اور نظریات سے وابستہ ہے۔ اقبال نے ملّت کا جو تصوّر پیش کیا تھا وہ دریاؤں پہاڑوں اور آب و ہوا کے دائروں میں محدود نہیں اور نہ اس کی بنیاد محض جغرافیہ، رنگ، نسل، زبان یا طبقہ پر قائم ہے بلکہ ایک ہمہ گیر تخیل اور ایک ہمہ گیر مملکت کا تصوّر پاکستان کے نظریے میں مضمر ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریات، روایات، تہذیب و ثقافت پر قائم ہے اور پاکستان کی ترقی اور زندگی کی تعمیر اور کامیابی کا انحصار بھی اسلامی اصولوں کے برتنے پر قائم ہے۔ اقبال اور قائداعظم کے نظریۂ پاکستان کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ہمیں ایک طرف تو معاشرتی چیلنج کو قبول کرنا ہوگا اور دوسری طرف زندگی کے سیاسی، معاشی اور اقتصادی پہلو کے ضمن میں انصاف، مساوات اور اخوت کو اپنانا ہوگا۔ ملک کے سیاسی تحفّظ کے دوش بدوش عوام کو احتیاج کے خطرات سے نجات دلانے کے لئے جدّوجہد کرنی ہوگی۔

آج انسان ایک ایسے دَور سے گزر رہا ہے جب کہ اُسے خود ساختہ مادی اسلحہ کے ہاتھوں خود اپنی تباہی سے بچاؤ کے لئے بہت زیادہ باشعور، روحانی اور اخلاقی جدّوجہد کی ضرورت ہے۔ زندگی بالکل غیر محفوظ حالت میں تباہی کے غار کے نزدیک امکانی ترقی کی اُمید میں جھکولے کھا رہی ہے۔ انسان نے فضا پر فتح حاصل کر لی ہے لیکن اُسے ابھی اپنے بدترین دشمن یعنی اندرونی شخصیت یا اپنی ذات پر فتح پانا باقی ہے۔ ترقی کی زد میں انسان کا پُرانا اعتقاد شبہ کی حدود میں آگیا ہے اور اب یہ شبہ خطرے سے بدل گیا ہے۔ انسان شدّت کے ساتھ ذہنی انتشار میں ہے اور محسوس کر رہا ہے کہ اس نے تاریخ کے موڑ میں غلط قدم اُٹھایا ہے۔ مارکس اور میکیاولی کے فلسفے اور اُن کے تباہ کن تصادم نے انسان کو خطرہ میں ڈال رکھا ہے۔ اس مادیت کے چیلنج کا جواب نظریۂ اسلام کے پاس ہے جس سے انسان کے دل کی گہرائیوں میں وہ ایک ایسا نقش جما سکے گا جس کے تحت انسان اپنے اخلاقی وجود کو موجودہ صنعتی تہذیب کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے سے انکار کر دے گا۔

اس وقت ہم انسانی تاریخ کے ایک فیصلہ کُن دَور سے گزر رہے ہیں۔ بے شمار تبدیلیاں ڈرامائی انداز میں نہایت تیزی سے ظہور میں آ رہی ہیں اور انیسویں صدی کی مادی طبقاتی زندگی کے نظریہ کو جھٹلا

رہی ہیں - زندگی کا پورا ڈھانچہ غیر معمولی رفتار سے بدل رہا ہے - تنگ نظر مادی یا لا دینی اصول کی رہنمائی زندگی کو واحد مکمل نظام تک پہنچانے سے قاصر ہے اور روح اور مادہ، کلیسا اور مملکت کے درمیان تکلیف دہ تضاد کے ذریعے آسے (زندگی کو) ٹکڑے ٹکڑے کر رہی ہے - اب محروبرا آپس دو ہوا، نسل اور زبان یہاں تک کہ زمان و مکان بھی بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں - موجودہ تاریخ کی آواز جب ہمارے کانوں سے ٹکراتی ہے تو دن بدن اس کی پکار بالکل واضح ہوتی جاتی ہے کہ عالم انسانیت کو جس میں فرد اور قوم، نسل اور رنگ سب شامل ہیں - ایک ہمہ گیر اخلاقی نظریہ کی ٹھوس بنیاد پر متحد ہونا پڑے گا ورنہ تباہ ہو جائے گا۔

انسان نے اس دنیا کو تباہ کرنا تو سیکھا ہے مگر اسے اب اس کے بچاؤ کی بھی تدبیر کرنی ہوگی - تمدن کو اپنی بقا کے لئے زیادہ پائیدار اور بصیرت افروز اقدار کی ضرورت ہے تاکہ انسان کے دنیوی اداروں میں روحانی اور اخلاقی پہلو کو اجاگر کیا جا سکے محض طاقت یا بصیرت پائیدار تمدن قائم نہیں کر سکتی - لہذا علامہ اقبال کے خیال میں قوت اور بصیرت کو ایک پائیدار انسانی تمدن کی خاطر متحد ہونا پڑے گا - مادی تہذیب موجودہ آٹومیٹک دور میں انسان کے روحانی، نفسیاتی اور جذباتی عدم تحفظ کے مسئلہ کو نہ تو حل کر سکی اور نہ اسکے پاس انسان کی کائناتی لاچارگی کا کوئی علاج ہے انسان کے دل کی گہرائیوں میں جذباتی، ذہنی اور کائناتی سلامتی کی جو تمنائیں موجود ہیں وہ صرف اس گود میں پوری ہو سکتی ہیں جو انسانی کے اخلاقی وجود کی حامل ہو اور زندگی کو مکمل شے گردانتی ہو - ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ صرف اسلام ہی یہ کام انجام دے سکتا ہے۔

ہمارے قائدین سیاستدان ہوں یا علمائے دین، ہمارے اساتذہ کرام ہوں یا ارباب اقتدار حکومت ان سب کو اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر آج سے پانچ سو سال پہلے کے سپین پر آٹھ سو سالہ اسلامی سلطنت کے خاتمے کے المیہ سے سبق سیکھنا چاہیئے - سپین کے آخری دو اسلامی صوبوں مالقہ اور غرناطہ کے حالات کا موازنہ پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کے صوبوں کے موجودہ حالات اور موجودہ فضا سے کرنا چاہیئے اور ڈرنا چاہیئے کہ تاریخ پھر نہ دہرائی جائے - ہمیں یہ اٹل مقولہ کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ تاریخ ہمیشہ اپنے آپ کو دہراتی ہے کیا ہمارے قائدین اور ہماری قوم نے پانچ سو سال پہلے کا المیہ بھلا دیا ہے؟ کیا آج بھی کسی بندۂ خدا کو ۱۴۹۲ء کے سپین اور ۱۹۷۱-۷۰ء کے پاکستان کی ملتی جلتی تاریخ سے عبرت حاصل نہیں ہوتی؟ ہوشمند ٹھوکر کھا کر کبھی گر تو سکتا ہے لیکن دوبارہ کھڑا بھی ہو جاتا ہے اور پھر اس قدر سوچ سوچ کر قدم رکھتا ہے کہ پھر کبھی ٹھوکر کھا کر نہ گرے - مگر کیا ہم ہوشمندوں کے سے کام کر رہے ہیں یا کہ مدہوشوں کے سے؟ نگاہِ مردِ مومن

سے تو تقدیریں بھی بدل جاتی ہیں چہ جائیکہ اہل پاکستان مردِ مومن کہلائیں اور حالت یہ ہو کہ اُن کی تقدیر خود اُن پر ہنس رہی ہو۔ ہمیں علامہ اقبال کا یہ قول ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ "زندہ قومیں نشترِ تقدیر کی اذیت سے بے تاب تو ہوتی ہیں مگر ہمت نہیں ہارتیں"۔ ؎

عجب کیا ہے یہ بڑا غرق ہو کر پھر اُچھل آئے
کہ ہم نے انقلابِ چرخِ گرداں یوں بھی دیکھے ہیں"

(چٹان لاہور ۷ راگست ۷۲ء)

حیاۃ ابی العطاء (بقیہ ص ۲۹)

یہ دن بھی بڑے پُر لطف تھے۔ میری ناتجربہ کاری تھی۔ یہ میرا پہلا بیرونی سفر تھا اور ہر مرحلہ پر دقت پیدا ہو رہی تھی۔ دعاؤں کا بہت اچھا موقعہ ملا آخر دس دن کے اس سفر کا خاتمہ بہت ہی خوشگوار صورت میں ہوا اور میں احمدیہ دار التبلیغ بلاد عربیہ میں بخیریت پہنچ گیا۔ حضرت مولانا شمس صاحب کے ذریعہ کام کی نوعیت اور تفصیلات کا تعارف ہوا۔ احباب جماعت سے واقفیت حاصل ہوئی اور آخر اگست ۱۹۳۲ء کو دار التبلیغ کا چارج لیا۔ اس پر محترم مولانا شمس صاحب مرحوم مصر سے ہوتے ہوئے قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ اس وقت بھی جذبات کا ایک خاص تلاطم تھا۔ فلسطین کے احمدی احباب نے بے مثال محبت سے تعاون فرمایا اور پانچسالہ تبلیغی دَور بخیر و خوبی ختم ہوا فالحمد للہ اوّلاً و آخراً وھو خیر المحسنین +

قطعات

(۱)

کچھ خبر ظلم کی اے بے خبراں ہے کہ نہیں؟
ایک منصف بھی یہاں دیدہ وراں ہے کہ نہیں؟
جتنی بیداد بھی کر سکتے ہو کر لو لوگو!
ان کی چشمِ نگراں تو نگراں ہے کہ نہیں؟

(۲)

گالیاں دے کے شب و روز دُعا لیتے ہیں
دیکھ لو یار وہ کیا دیتے ہیں کیا لیتے ہیں
حد سے بڑھ جاتے ہیں ابنائے وطن کے جو ستم
رگڑ کے بس سجدے میں دو اشک بہا لیتے ہیں

(منظور احمد راولپنڈی)

(۳)

تزکیۂ نفس

"تزکیہ" نفس کی ہے قربانی
ہے یہ تکمیل نفسِ انسانی
اِس کو کہتے ہیں ارتقاءِ رُوح
ہے یہ معراجِ وصلِ انسانی

(قیس مینائی نجیب آبادی)

مسئلۂ فلسطین اور جماعت احمدیہ

امیر فیصل اور مندوبین عرب احمدیہ مسجد لنڈن میں[۵]

(۱)

فلسطین کو یہود کا مرکز یعنی "اسرائیل" بنانے کے لئے انیسویں صدی کے آخر میں ایک منظم سازش کا آغاز ہوا۔ جنگ عظیم ۱۹۱۷ء میں عثمانیہ حکومت کو انگریزوں نے شکست دیکر یروشلم پر قبضہ کر لیا۔ برطانوی حکومت کی پالیسی نے یہود کی حوصلہ افزائی کی اور یہود کے دلوں میں فلسطین میں اپنا قومی وطن بنانے کی دیرینہ خواہش نہ صرف از سر نو تازہ ہو گئی بلکہ انگریز سیاست دانوں نے ایسے قوانین بنائے جن کی بناء پر یہود کی ہجرت کا سیلاب امڈ آیا جو فلسطین میں ایک مستقل شورش اور اشتعال کا باعث بن گیا۔ مختلف اوقات میں مختلف کمیشن مسئلہ فلسطین کے حل کے لئے مقرر ہوئے مگر یہ کمیشن دراصل اندرونی طور پر یہود کے مفادات کے لئے تشکیل دیئے گئے۔ برطانوی حکومت کی اس جارحانہ پالیسی کے نتیجہ میں عربوں اور یہود کے سیاسی تعلقات بد سے بدتر ہوتے گئے اور مفاہمت کی کوئی صورت باقی نہ رہی۔ حریت پسند عرب زعماء کو متعدد بار گرفتار کر لیا جاتا رہا، ان کی سیاسی تنظیموں پر قدغن لگا دی گئی۔ عرب شہروں پر گولہ باری کی گئی۔

(۲)

حضرت امام جماعت احمدیہ میرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کی ہمدردی ابتداء سے ہی عربوں کے حق میں تھی اور آپ یہود کے ناپاک عزائم کو انتہائی نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور انکی سازشوں کو نہ صرف عرب ممالک کے لئے بلکہ تمام عالم اسلامی کے لئے خطرہ یقین کرتے تھے۔ آپ نے عربوں کے مفادات اور ان کے مطالبات کی ترجمانی عین عربوں کی خواہش کے مطابق کی۔

برطانوی حکومت نے فروری ۱۹۳۹ء میں ایک مشترکہ کانفرنس عربوں اور یہودیوں کے درمیان مفاہمت کرانے کے لئے منعقد کی جس میں عرب ممالک کے مختلف نمائندگان نے شرکت کی۔

لنڈن میں اس کانفرنس کی تقریب پر لنڈن میں احمدیہ مسجد کے امام مولانا جلال الدین صاحب شمس مرحوم نے عرب نمائندگان کے اعزاز میں ایک پارٹی دی جس میں امیر فیصل، الشیخ ابراہیم سلیمان الشیخ حافظ وہبہ، عونی بک الہادی، القاضی علی العمری اور

---

[۵] تمثیل صدؔ پر فوٹو ملاحظہ فرمائیں ؛

القاضی محمد الشامی وغیرہ نمائندگان نے شرکت کی
اس کانفرنس میں ہندوستان کے کئی معززین، کئی ممالک کے سفراء، برطانوی پارلیمنٹ کے اکابرین نے شمولیت کی۔ دوصد کے قریب معزز اشخاص شامل ہوئے۔ اس تقریب پر حضرت امام جماعت احمدیہ کا ذیل کا برقی پیغام جو شاہ فیصل اور دوسرے عرب نمائندگان کے نام تھا امام مسجد لنڈن مولانا شمس صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

"میری طرف سے ہز رائل ہائی نس امیر فیصل اور فلسطین کانفرنس کے ڈیلیگیٹوں کو خوش آمدید کہیں اور ان کو بتا دیں کہ جماعت احمدیہ کامل طور پر ان کے ساتھ ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی عطا کرے اور تمام عرب ممالک کو کامیابی کی راہ پر چلائے اور ان کو مسلم ورلڈ کی لیڈر شپ عطا کرے، وہ لیڈر شپ جو ان کو اسلام کی پہلی صدیوں میں حاصل تھی۔"

امام مسجد لنڈن مولانا شمسؓ نے اس تقریب پر برطانوی مدبرین کو کھلے الفاظ میں بتایا کہ عربوں کے مطالبات انصاف پر مبنی ہیں اس لئے امن اور انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ ان کے مطالبات پورے کئے جائیں۔ اور آپ نے عربوں کی کامیابی کے لئے دعا کی۔

اس موقعہ پر امیر فیصل اور دوسرے عرب نمائندگان نے نومسلموں سے قرآن مجید اور کلمہ طیبہ سُنا جس سے وہ بہت متاثر ہوئے۔

اس تقریب کا ایک فوٹو ٹائیٹل پیج پر ہم ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔

(۳)

۱۶ رمئی ۱۹۴۸ء کو فلسطین میں حکومت "اسرائیل" منصۂ شہود پر آئی۔ امریکہ، برطانیہ اور روس کی باہمی سازش اور مشترکہ کوشش سے عالم اسلام کی پیٹھ میں خنجر گھونپ دیا گیا۔ اس موقعہ پر حضرت امام جماعت احمدیہؓ نے ایک مضمون

"الکفر ملۃ واحدۃ"

کے عنوان سے تحریر فرمایا جس کا عربی ترجمہ عرب ممالک میں شائع کیا گیا۔ عرب پریس نے اس مضمون کو بڑے اہتمام اور شکریہ سے شائع کیا۔ چنانچہ اخبار الیوم، الف باء، الکفاح، الفیحاء، الاخبار، القبس، النصر، الیقظۃ، صوت الاحرار، النھضۃ شامی اخبارات نے اس کا ذکر کیا۔ اس مضمون کا ایک نہایت اہم اقتباس ملاحظہ فرمائیں:۔

"سوال فلسطین کا نہیں سوال مدینہ کا ہے سوال یروشلم کا نہیں سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے سوال زید اور بکر کا نہیں سوال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا ہے۔ دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل پر اکٹھا ہو گیا ہے کیا مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقعہ پر اکٹھے نہیں ہونگے؟"

دو قابلِ توجہ اقتباسات

(۱)

مسلمان کون ہے؟

"تاریخ اسلام گواہ ہے کہ گزشتہ ہزار سال کے عرصہ میں کفار کے ہاتھوں اتنے مسلمان شہید نہیں ہوئے جتنے خود مسلمانوں کے ہاتھوں محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے قتل ہوئے ہیں۔ عوام کو تو چھوڑیئے بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ دین، محدثین، مفسرین، علماء اور فقہاء کرام بیچارے ان فتووں کا نشانہ بنائے گئے جو اسلام کے سچے خادم اور مخلص مبلغ تھے اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ دنیا کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے اور ہم ابھی تک اپنے بھائی بندوں کو ہی کافر قرار دینے کے جہادِ عظیم میں مصروف ہیں۔

اگر ان کفر کے فتووں کے لحاظ سے دیکھا جائے تو آج کوئی شخص بھی مسلمان نہیں کیونکہ ہر فرقہ نے دوسرے فرقوں کے متعلق کفر کا فتویٰ صادر کر رکھا ہے۔ ایک طرف عیسائی مبلغین مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے ہیں۔ بھارت میں انہیں ہندو بنا رہے ہیں تو دوسری طرف کافر ساز مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو کافر بنا رہے ہیں۔ ذرا غور کرو کہ اسلام کے نام لینے والے باقی کہاں رہ گئے؟ ہم تمہیں کافر بنا کر دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں وہ غیر مسلموں کے نزدیک بدستور مسلمان ہی ہوتے ہیں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ

(۱) بدستور قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں۔

(۲) بدستور پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔

(۳) بدستور ماہ رمضان میں روزے رکھتے ہیں۔

(۴) بدستور کلمہ طیبہ اور درود شریف کا ورد کرتے ہیں۔

(۵) بدستور حج کرتے، زکوٰۃ دیتے اور صدقاتِ جاریہ میں حصہ لیتے ہیں۔

(۶) بدستور غیر مسلموں کے سامنے اسلام پیش کرتے ہیں۔ مسجدیں آباد کرتے اور اسلام کی حفاظت کے لئے سینہ سپر رہتے ہیں۔

وہ مسلمانوں کو فرقوں کے لحاظ سے نہیں ناپتے بلکہ اعمال کے لحاظ سے جانچتے ہیں۔ اور چونکہ اعمال میں انہیں قریباً یکساں پاتے ہیں اسلئے وہ مسلمانوں کو بحیثیت ایک مستقل قوم خیال کر کے ان کے ساتھ معاملت کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے مسلمانوں کے مقابلے میں تو غیر مسلم ہی اچھے ہیں جو مسلمانوں کو صحیح

معیار پر جانچتے ہیں ؎

ہمیں بھی پتہ پتہ - داغ داغ ہمسارا جانتا ہے
نہ جانے تو گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانتا ہے

(ماہنامہ حجاز و عہد لاہور جولائی ۱۹۷۴ء صفحہ)

(۲)

انسانیت سوز اقدام

روزنامہ امروز لاہور اگست ۱۹۷۴ء کا ایک مکتوب

"کچھ عرصہ سے احمدیوں کے خلاف سوشل بائیکاٹ کی جو تحریک شروع کی گئی ہے کوئی بھی باشعور اور دردمند دل رکھنے والا انسان اس کی حمایت نہیں کر سکتا۔ ہمیں کسی کے عقائد سے لاکھ اختلاف سہی ہم اُسے مسلمان سمجھیں یا غیر مسلم لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کے کسی گروہ کو (بلا تمیز رنگ نسل عقیدہ) روزمرہ استعمال کی تمام اشیاء کی سپلائی بند کر دی جائے۔ ان کے گھروں میں محصور کر کے مجبور کیا جائے کہ وہ اپنے عقائد سے لاتعلقی کا اعلان کریں۔ حالانکہ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے لا اکراہ فی الدین۔ دین میں جبر جائز نہیں ہے۔ بوڑھے اور بیمار آدمیوں کی خوراک بند کر دی جائے۔ معصوم اور بے گناہ بچوں کا دودھ بند کر دیا جائے۔ ہمارا مذہب اسلام تو اخوت و محبت، خوش خلقی، عالی ظرفی اور باہمی رواداری کا علمبردار ہے۔ ہمارے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے دشمنوں سے بھی ایسا حسن سلوک کیا کہ وہ آپ کے اخلاق جمیلہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے تھے۔ کفار مکہ نے آپ کو انتہائی دردناک اذیتیں دیں۔ لیکن آپ نے کبھی کسی کو بد دعا تک نہ دی بلکہ ہمیشہ خدا سے ان کی ہدایت اور فلاح کی دعا مانگتے۔ لیکن آج ہم آپ کے اسوۂ حسنہ کو فراموش کر چکے ہیں اور محسن انسانیت کے بتائے ہوئے راستہ سے بھٹک چکے ہیں۔ آج کچھ ناعاقبت اندیش اور فساد پرست عناصر ایک خالص دینی مسئلہ کو سیاسی رنگ دے کر کشیدگی، نفرت اور خون خرابے کی فضا پیدا کر رہے ہیں حالانکہ وزیر اعظم جناب بھٹو نے بار بار یقین دلایا ہے کہ قومی اسمبلی بہت جلد اس مسئلے کا مستقل حل تلاش کر لے گی۔ اتنی واضح یقین دہانی کے بعد کسی بھی ایجی ٹیشن یا سوشل بائیکاٹ کا کیا جواز رہ جاتا ہے۔ بڑے دکھ کی بات ہے کہ سوائے چند بزرگ علماء کرام کے کسی نے بھی اس انسانیت سوز اقدام کی مذمت نہیں کی۔ کیا ہم اتنے تنگ نظر ہو چکے ہیں کہ خدا کی مخلوق تک خدا کا رزق بھی نہیں پہنچنے دیتے۔ وقت کی نزاکت کا احساس کیجئے۔ ان لوگوں سے ہوشیار رہئے جو مذہب کے نام پر کشت و خون کا بازار گرم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بے شمار قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔ اس کی آزادی کے لئے ہم آگ اور خون کے سمندر سے گزر کر آئے تھے۔ آزادی اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہے اس کی قدر کیجئے۔"

الفرقان: دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے۔ آمین ۔

حیاۃ ابی العطاء

بلادِ عربیہ کے لئے سفر کے دن کی یاد میں

آج ۱۳ اگست ۱۹۷۴ء ہے آج سے تینتالیس برس پیشتر ۱۳ اگست ۱۹۳۱ء کو یہ عاجز قادیان سے تبلیغ اسلام و احمدیت کی غرض سے فلسطین کے لئے روانہ ہوا تھا۔ میری زندگی میں یہ ایک خاص دن تھا۔ میری عمر اس وقت ستائیس سال تھی۔ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس مرحوم کی جگہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے بلادِ عربیہ کے لئے انچارج مبلغ نامزد فرمایا تھا۔ میں اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کو دیکھتا تھا اور محترم مولانا مرحوم کی شاندار علمی خدمات پر نظر ڈالتا تھا تو مجھے خوف محسوس ہوتا تھا کہ میں کس طرح اُن کی قائم مقامی کا حق ادا کر سکوں گا لیکن اس خیال سے کہ خلیفۂ وقت ایدہ اللہ بنصرہ کا انتخاب ہے آپ مجھے دعاؤں سے رخصت فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ضرور حاصل ہوگی اطمینان تھا۔

۱۳ اگست ۱۹۳۱ء تو روانگی کا دن تھا۔ اسکی تیاری کے لئے کافی دنوں سے تگ و دو شروع تھی۔ اسی دوران میں ایک دن بعض اشیاء کی خرید کے لئے لاہور گیا۔ ان دنوں ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ لاہور میں کالج میں پڑھایا کرتے تھے۔ ان سے ابتداء سے ہی میرے مخلصانہ تعلقات تھے۔ مسجد میں نماز جمعہ میں ملاقات ہوئی تو احمدیہ ہوسٹل ساتھ لے گئے۔ رات وہاں ہی بسر ہوئی۔ پُر لطف گفتگو کے دوران ایک بات آپ نے یہ فرمائی کہ ہمارے مبلغین قادیان سے روانگی کے وقت روتے ہوئے رخصت ہوتے ہیں۔ خدمتِ دین کے لئے جانے کی سعادت پر خوشی خوشی جانا چاہیئے۔ اسی سلسلہ میں مجھے کہا کہ میں آپ کی روانگی کے وقت وہاں آؤں گا اور دیکھوں گا کہ آپ کس حالت میں قادیان سے روانہ ہوتے ہیں۔ جب روانگی کا دن (۱۳ اگست ۱۹۳۱ء) آیا تو صبح سے ہی خاص کیفیت تھی۔ دعاؤں کی طرف بہت توجہ تھی۔ مساجد میں اور متبرک مقامات پر جا کر دعا کی۔ میری والدہ صاحبہ مرحومہ زندہ تھیں۔ بیوی اور بچے اور بھائی بہنیں بھی تھے۔ سب سے مل کر رقت کی کیفیت میں ریلوے سٹیشن پر پہنچا۔ احباب الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔ ان دنوں خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بھی اپنے خدام کو جو تبلیغ دین کے لئے بیرونی ممالک میں جاتے تھے الوداع کہنے کے لئے اور ان کی واپسی پر انہیں خوش آمدید کہنے کے لئے ازراہِ شفقت و محبت ریلوے سٹیشن پر تشریف لاتے تھے۔ جب ریل جاری نہ ہوئی تھی تو آپ قادیان کے مغربی جانب موڑ تک قریباً

یون میل کے فاصلہ پر مبلغین سلسلہ کو رخصت فرماتے تھے ۔ ۱۳؍اگست ۳۱ء کو بھی حضور رضی اللہ عنہ ریلوے سٹیشن پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنی خاص دعاؤں کے ساتھ اس خادم کو الوداع فرمایا۔ مجھے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی بات یاد تھی چنانچہ میں نے عزم کر رکھا تھا کہ سٹیشن پر آنکھوں میں آنسو نہ آئیں۔ اس میں مجھے قدرے کامیابی حاصل ہوئی۔ مجھے یاد ہے کہ ریل کی عین روانگی کے وقت ملنے والے آخری شخص محترم صاحبزادہ صاحب تھے انہوں نے معانقہ کرتے ہوئے میرے کان میں کہا کہ بڑے پکے نکلے ہو روئے نہیں ہو۔ گاڑی جونہی قادیان کے گرد گھومتی ہوئی روانہ ہوئی اور جدائی کا پورا تصور سامنے آیا تو جذبات بے قابو ہو گئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کا دھارا رواں ہو گیا۔ دعائیں کرتے ہوئے سفر جاری رکھا۔ بٹالہ، امرتسر اور لاہور میں احباب جماعت سٹیشنوں پر الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔ رات لاہور میں بسر کی اور علی الصبح کراچی کے لئے روانہ ہوا۔ مختلف سٹیشنوں پر احباب دعاؤں کے ساتھ محبت سے پُر نمناک آنکھوں سے رخصت کرتے رہے۔ ریل کے دوسرے مسافر ان مناظر کو دیکھ کر بہت متاثر ہوتے رہے اور تبلیغ کے مواقع پیدا ہوتے رہے۔

کراچی ریلوے سٹیشن پر بھی احباب موجود تھے۔ بحری جہاز کی روانگی دوسرے دن تھی۔ احباب جماعت نے درمیانی شب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خالقدینہ ہال میں میری ایک تقریر کا اعلان کر رکھا تھا ہال بھرا ہوا تھا مگر بعض معاندین جن میں میرے ایک مخالف چچا ابو رحمت اللہ صاحب بھی شامل تھے اس نیت سے آئے تھے کہ جلسہ میں گڑبڑ پیدا کی جائے اور فساد ہو جائے اور یہ دوسرے روز جہاز پر روانہ نہ ہو سکے۔ الحمد للہ تقریر بخیر و خوبی ہو گئی۔ سوالات کے وقت کچھ شور و شر ہوا مگر پولیس کے بہتر انتظام کے باعث مخالفین اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوسرے روز بحری جہاز میں روانگی ہو گئی اور احباب نے بندرگاہ پر بڑی محبت اور پُر خلوص دعاؤں سے رخصت کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

جہاز بصرہ جا رہا تھا۔ قریباً چھ روز مختلف بندرگاہوں پر ٹھہرتا ہوا یہ جہاز بصرہ کی بندرگاہ پر پہنچا۔ وہاں بھی احمدی دوست موجود تھے۔ وہاں سے بغداد کے لئے روانگی ہوئی۔ جہاں محترم الحاج عبد اللطیف صاحب مرحوم مشہور احمدی تاجر کے ہاں چند روز قیام رہا۔ احباب جماعت اور دوسرے دوستوں سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ بغداد سے بذریعہ موٹر کار دمشق کے لئے روانہ ہوا۔ وہاں سے احباب کی ملاقات کے بعد بیروت پہنچا۔ لبنان کی جنوبی سرحد پر قرنطینہ کی پابندی کے باعث کچھ دیر ٹھہرنا پڑا۔ وہاں سے فراغت کے بعد حیفا پہنچا۔ وہاں بھی قرنطینہ کے باعث چند دن احتیاطاً باہر ٹھہرایا گیا۔ اس دوران احباب جماعت حضرت مولانا شمس صاحب مرحوم کی معیت میں احاطہ کے باہر سے ملاقات کرتے رہے

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

مکتبہ الفرقان کی کتابیں

۱۔ نبراس المؤمنین ۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا انتخاب ہے جو احادیث نبویہ عقائد و اعمال کے بارے میں سلیس اردو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ شائع شدہ مجموعہ ہے ۔ قیمت پچاس پیسے صرف ۔

۲۔ تحریری مناظرہ ۔ مشہور پادری عبدالحق صاحب سے الوہیت مسیح کے بارے میں تحریری مناظرہ ہے ۔ قابل مطالعہ ہے ۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے ۔

۳۔ بہائی شریعت پر تبصرہ ۔ بہاء اللہ بانی بہائیت کی خود ساختہ شریعت "الاقدس" کو اصل الفاظ بلکہ اردو ترجمہ اور عقائد بہائیہ پر مختصر تبصرہ شائع ہوا ہے ۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے ۔

۴۔ القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین ۔ جناب سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی کتاب "ختم نبوت" کا مکمل جواب ہے ۔ صرف چند نسخے باقی ہیں ۔ صفحات ۲۵۰ ہیں ۔ قیمت دو روپے ۔

۵۔ مناظرہ مہت پور ۔ شیعہ عالم مرزا یوسف حسین صاحب سے مندرجہ ذیل چار مضامین پر تحریری مناظرہ ہے (۱) صداقت دعویٰ حضرت مسیح موعود (۲) متعۃ النساء (۳) ختم نبوت کی حقیقت (۴) تعزیہ ——
سفید کاغذ پر بڑے سائز پر ۲۰۰ صفحات کی کتاب ہے ۔ قیمت دو روپے ۔

۶۔ کلمۃ الیقین ۔ مسئلہ ختم نبوت کی مختصر مگر مدلل تشریح ۔ قیمت بارہ پیسے صرف

۷۔ مباحثہ مصر (انگریزی) عیسائی پادریوں کے ساتھ قاہرہ میں ہوا تھا ۔ قیمت سوا دو روپے ۔

۸۔ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے ۔ عیسائیوں کے عقیدہ صلیبی موت کی خود اناجیل سے تردید کی گئی ہے ۔ قیمت ۲۵ پیسے ۔

۹۔ ماہنامہ الفرقان کے گزشتہ برسوں کے پرانے عام متفرق رسالہ جات ۔
ہر رسالہ کی قیمت مقررہ قیمت سے نصف یعنی پچیس پیسے فی پرچہ ۔

۱۰۔ ماہنامہ الفرقان کے پرانے متفرق خاص نمبر ہر نمبر سابقہ مقررہ قیمت پر مل سکے گا ۔

۱۱۔ ماہنامہ الفرقان کی مکمل جلدیں ۔ چند سالوں کی مکمل جلدیں دستیاب ہیں ہر سال کا مکمل فائل قیمت پندرہ روپے
نوٹ :۔ محصول ڈاک ہر حال میں بذمہ خریدار ہوگا ۔

مینیجر الفرقان ۔ ربوہ

روزنامہ "الفضل"

الفضل ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار ہے
اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات
کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ
بنصرہ کے روح پرور خطبات، علمائے سلسلہ کے اہم مضامین
بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی
تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔
آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو
بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا
جماعتی فرض ہے۔ (مینیجر)

نرخ نامہ اشتہارات

ماہنامہ الفرقان میں اشتہارات کے
آئندہ کے لئے نرخ حسب ذیل ہوں گے:۔

- ٹائیٹل پیج بیرونی ۱۵۰ روپے
- " " اندرونی ۱۰۰ روپے
- عام صفحات فی صفحہ ۶۰ روپے
- " " نصف صفحہ ۳۰ روپے
- " " ¼ صفحہ ۱۵ روپے

احباب اشتہارات فراہم کر کے ادارہ سے تعاون فرمائیں

(مینیجر اشتہارات الفرقان ربوہ)

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵ - انارکلی۔ لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی خوبصورتی اور صحت کیلئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، بھینی، ناخنہ، ضعف بصارت

وغیرہ امراض چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ عرصہ

ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر فی شیشی سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ

پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا، بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد

جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا

ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

گولبازار۔ ربوہ۔ فون نمبر ۵۳۸

ہر قسم کا سامان سائنس

راجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ۔ لاہور

کو

یاد رکھیں

• شہزین

• شہزین

• شہزین

مرض اٹھرا کی بہترین دوا

حکیم نظام جان اینڈ سنز

ربوہ ــــ ٹنڈو محمد خان ــــ گوجرانوالہ

(طابع و ناشر ابو العطاء جالندھری ؛ پرنٹر: سید عبد الحی ؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت: دفتر الفرقان ربوہ)

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
HOT KETCHUP
Plum Jam
Made from whole oranges
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ، لاہور

FINE

MARBLE INDUSTRIES (Regd.)

MARBLE SPECIALISTS, ARTISTS, PROCESSORS
EXPORTERS & IMPORTERS

★ Artistic

★ Marble

★ Handicrafts

★ Flooring

★ Stairs

★ Fountains

★ Bird Baths

and all others

decorations

best & selected

quality guaranteed.

For your Bungalows Houses, Buildings, Gardens Theatres, Bathrooms and other requirement our factory can supply you Marble of different colours i.e., White Black -- Pink -- Maroon -- Grey -- Zebra and white with green Lines and Shades of all sizes tiles and slabs. We specially manufacture tiles of Baths 1"x1"x8"3/8 and 6"x6"x3/8" at very reasonable competitive rates. Kindly contact our SALE CENTRE for your requirements of MARBLE.

2, South East Corner,
Central Com. Area off Tariq Road,
Opp. P.B.S. Petrol Pump
P.E.C.H.S. KARACHI--29.

Managing Partner

Fine Marble Industries

27/268, Industrial Area,
KORANGI, (KARACHI)
Phone 414248

Printed at Nusrat Art Press, Rabwah